جمعۃ الوداع اور لیلۃ القدر

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۸؍ جولائی ۱۹۸۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

حضور نے تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد درج ذیل قرآنی آیات تلاوت کیں:

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۚ‌ۖ ۝ وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ؕ ۝ لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۙ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ؕ ۝ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓـئِكَةُ وَالرُّوۡحُ فِيۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ‌ ۚ مِنۡ كُلِّ اَمۡرٍ ۛ ۙ ۝ سَلٰمٌ ‌ۛهِىَ حَتّٰى مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ۝ (القدر)

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا ۙ ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذۡنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيۡرًا ۝ (الاحزاب:۴۶-۴۷)

پھر فرمایا:

آخر آج وہ مبارک اور مبارک دن آگیا جس کی مدت سے انتظار تھی۔ یہ وہ جمعہ ہے جسے لوگ جمعۃ الوداع کہتے ہیں اور جس کے سبھی منتظر تھے۔ وہ بھی جو باون ہفتے باقاعدہ جمعہ پڑھنے کے لئے آتے ہیں اور وہ بھی جو سال میں صرف ایک جمعہ پڑھتے ہیں یعنی وداع کا جمعہ۔ وہ لوگ بھی اس جمعہ کے منتظر رہتے ہیں جو پانچ وقت باقاعدگی کے ساتھ خدا کے حضور حاضر ہوتے ہیں اور وہ بھی اس جمعہ کے منتظر رہتے ہیں جنہیں نماز پڑھنے کی توفیق نہیں ملتی۔ پھر وہ بھی اس جمعہ کا انتظار کرتے ہیں جن کی راتیں پہلے ہی خدا کے ذکر کے ساتھ زندہ ہو چکی ہوتی ہیں جو تہجد کے عادی ہوتے ہیں اور تمام سال اپنے رب کے حضور حاضر ہو کر اس کی رحمتیں طلب کرتے ہیں اس سے مغفرتیں مانگتے ہیں اور

سارے سال کی عبادتوں کے باوجود پھر بھی یہی سمجھتے ہیں کہ وہ تہی دامن ہیں، بے حقیقت ہیں، انہیں کوئی بھی نیکی کی توفیق نہیں ملی۔ وہ بھی اس جمعہ کا انتظار کرتے ہیں اور وہ بھی جنہیں قسمت اور مقدر کے ساتھ کبھی تہجد کی توفیق ملتی ہے۔

پس یہ وہ مبارک دن ہے جس کے لئے بہت سی آنکھیں منتظر تھیں، جس کے لئے بہت سے دل دھڑک رہے تھے، محض اس امید پر کہ ہوسکتا ہے اس مبارک دن میں کوئی ایسی مبارک گھڑی میسر آجائے کہ ہماری تمام عمر کی کوتاہیاں بخشی جائیں، تمام غفلتوں سے درگذر فرمایا جائے اور آئندہ کے لئے ہماری زندگی سنور جائے۔ اس پہلو سے وہ سب ہی جن کو پہلے عبادت کرنے کی کسی قسم کی توفیق نہیں ملی ان کو ہرگز تحقیر کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہئے کیونکہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ان کا یہ جمعہ رد کر دیا جائے گا۔ اللہ کی بخشش کی امید لے کر جو دل زندہ رہے اور خدا کی رحمت کی ایک جھلک پانے کے لئے جو آنکھ انتظار کرتی رہے اس دل کو مردود دل اور اس آنکھ کو نامراد آنکھ نہیں قرار دیا جاسکتا۔ عین ممکن ہے کہ اللہ ایسے دلوں پر بھی آج رحم نازل فرمائے جو اس سے پہلے اللہ کے ذکر سے معطر نہیں تھے۔ عین ممکن ہے کہ اللہ ان پر بھی فضل فرمائے جن کو اس سے پہلے عبادت کا ذوق نہیں تھا اور اس جمعہ سے وہ ایک نیا وجود لے کر باہر نکلیں۔ پس وہ لوگ جن کو نیکی کی توفیق ملی ان کا یہ تو فرض ہے کہ اپنے بھائیوں کے لئے دعا کریں جن کو نیکی کی توفیق نہیں ملی لیکن یہ حق نہیں ہے کہ وہ ان کو نفرت اور حقارت کی آنکھ سے دیکھیں۔

نیکی کا مضمون ایک بہت ہی مشکل اور پیچیدہ مضمون ہے اور ہر وقت انسان ایک خطرہ کے مقام پر رہتا ہے۔ باوجودیکہ بلندی ہر انسان کے لئے ایک بہت ہی مطلوب چیز ہے اور اس کی تمنا ہر دل میں پائی جاتی ہے لیکن جتنا زیادہ وہ بلند ہوتا ہے اتنے ہی زیادہ اس کے لئے خطرات بھی پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں۔ بعض اوقات ایک قدم کی ٹھوکر اسے گراتی ہے اور ہمیشہ کے لئے اس کی ساری عمر کی کوشش کو نہ صرف ناکام کر دیتی ہے بلکہ وہ ساری رفعتیں اس کے لئے ہلاکت کا موجب بن جاتی ہیں اور جتنی بڑی رفعت عطا ہوتی ہے اتنی ہی بڑی ہلاکت نصیب ہو جاتی ہے اس لئے نیکی میں کوئی مقام محفوظ ان معنوں میں نہیں ہے کہ آپ اللہ سے امن میں آجائیں۔ مقام محفوظ یہ تو ضرور ہے کہ آپ غیر اللہ سے امن میں آجاتے ہیں اور لَا خَوْفٌ کا وہ مقام حاصل کر لیتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی خوف نہیں رہتا۔ لیکن اگر کوئی شخص بدقسمتی اور کم فہمی سے یہ سمجھنے لگے کہ میں خدا کی طرف

سے بھی امن میں آ گیا ہوں اور میری کوئی گستاخی ایسی نہیں ہوگی جسے اللہ تعالیٰ معاف اور درگزر نہ فرمائے اور گویا میں خدا کی بخشش کا حق رکھتا ہوں، ایسا انسان مردود ہو جاتا ہے اور خواہ کتنے بڑے بلند مقام پر فائز ہوا تنا ہی اس کا تنزل زیادہ خطرناک اور عبرتناک ہوتا ہے۔ پس تکبر کی آنکھ خواہ نیکی کی ہو وہ بہت ہی خطرناک ہے اس لئے اپنے کمزور بھائیوں پر رحم کی نگاہ ڈالیں ان کے لئے بخشش کی دعا کریں اور ان ملائکہ میں شامل ہو جائیں جو خدا کے بندوں کے لئے دن رات دعائیں کرتے ہیں اور مغفرت مانگتے ہیں۔ پس حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اسوہ کی پیروی کریں کیونکہ آپؐ سے بلند تو نیکی کا مقام کسی کو حاصل نہیں، آپؐ سے زیادہ رحمت اور شفقت علی الناس کسی اور نے نہیں دکھائی، کسی کمزور سے کمزور انسان سے بھی آپؐ نے تمرد کی راہ اختیار نہیں فرمائی، تکبر کا طریق اختیار نہیں فرمایا بلکہ ہر ایک سے تواضع کے ساتھ ملتے تھے اور سب کے لئے رحمت اور بخشش کی دعا مانگتے تھے۔ ہر ایک کو محبت و پیار اور رأفت و شفقت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ ناممکن تھا کہ گنہگار انسان حضور اکرم ﷺ کی صحبت میں آ کر وہ فیض پا جاتے جو انہوں نے پایا، اتنا مقدس وجود کہ گنہگاروں کو پاک کرتا رہا ہمیشہ رحم اور شفقت کی نظر سے ان کو پاک کیا غصہ اور نفرت کی نگاہ سے ان کو نہیں دیکھا۔

پس آج کا دن مبارک ہے ان نیکی کرنے والوں کے لئے جو آج اپنی نیکیاں اپنے بھائیوں میں جاری کرنے کی سعی کرتے رہے ہیں اور آئندہ بھی کریں گے اور خدا سے یہ دعا کریں گے کہ اے خدا! ہمیں اپنی نیکی کا کوئی زعم نہیں ہم تیرے اس پیغام کو خوب سمجھتے ہیں کہ

فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ؀۳۳ (النجم:۳۳)

کہ اے لوگو! اپنے آپ کو پاک مت قرار دو، یہ لغو عادت چھوڑ دو، یہ بے کار مشغلہ ترک کر دو کہ اپنی نیکیوں کے گن گانے لگو اور یہ سمجھنے لگو کہ تم بہت پاک ہو هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى صرف خدا جانتا ہے کہ کون سچے معنوں میں پاک اور متقی ہے اس کے سوا کسی کو کوئی علم نہیں۔ پس اس عجز کے ساتھ جو بندے خدا کے حضور حاضر ہوں اور یہ عرض کریں کہ اے خدا! ہمیں کچھ علم نہیں کہ ہم نے کیا حاصل کیا، کیا کھویا اور کیا پایا تو جانتا ہے لیکن ہمیں بظاہر کچھ ایسے لوگ بھی نظر آ رہے ہیں جن کو وہ توفیق نہیں ملی جو تیری رحمت نے ہمیں عطا فرمائی، پس آج ہم تیرے حضور یہ دعا کرتے ہیں کہ انہیں بھی نیکیوں کی توفیق عطا فرما، ان کے قدم بھی ہمارے ساتھ ملا دے تا کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو

ایک عظیم الشان نیکی کی قوت حاصل ہو۔ ہم میں سے کمزور بھی توانائی پا جائیں اور آگے بڑھیں۔ ہم میں سے سست رفتار تیز رو ہو جائیں اور اسلام کا یہ قافلہ پوری شان اور پوری قوت کے ساتھ تیرے حضور جھکتا ہوا تیری رحمت کو سجدے کرتا ہوا آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے۔ اے خدا! اگر یہ نیکیاں تیرے حضور مقبول ہیں تو ان نیکیوں کا فیض انہیں بھی عطا کر جو ہمارے پاس بیٹھے ہیں اگر اور کچھ نہیں تو یہ عجز ہی قبول کر لے، ان گناہگاروں کے طفیل ہی ہمیں بخش دے جن کے لئے آج ہماری رحمت کی دعائیں اٹھ رہی ہیں اور ان کی خاطر ہی ہماری بخشش کا سامان فرما دے جو بظاہر ہم سے کم ہیں لیکن ہم انہیں اپنے سے کمتر نہیں سمجھ رہے۔ ہم نہیں جانتے کہ ان میں سے کون ہے جس سے تو زیادہ پیار کرتا ہے پس اے خدا! اس عجز کو ہی قبول فرما اور ان گناہگاروں کے طفیل ہی ہم بظاہر نیک بندوں کو بخش دے۔

اس عجز کے ساتھ جو لوگ آج اس جمعہ میں داخل ہوں گے اور اس عجز کے ساتھ جو اس جمعہ سے نکلیں گے میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اللہ کی رحمت ان کو رد نہیں فرمائے گی ان کا فیض ان کے بھائیوں کو پہنچے گا اور ان کے بھائیوں کا فیض ان کو ملے گا اور یہ جمعہ حقیقت میں وہ منتظر جمعہ بن جائے گا جس کی برکتوں کی آپ کو انتظار تھی۔ کمزوروں کو بھی جنہیں عبادت کی توفیق نہیں ملی یا جن کو اس سے پہلے اس جمعہ کی عظمت کا احساس نہیں تھا میں یہ کہتا ہوں کہ یہ جمعہ تو آپ کو اللہ تعالیٰ سے متعارف کرانے آیا ہے اس لئے نہیں آیا کہ ایک دن تو آپ کا ہاتھ پکڑ لے اور پھر آپ کو چھوڑ دے۔ یہ تو اس لئے آیا ہے کہ آپ کو بھی بتائے کہ خدا کی محبت کی مٹھاس ہوتی کیا ہے۔ یہ تو اس لئے آیا ہے کہ آپ کو بھی سبق دے کہ تم اللہ کی برکتوں اور اس کی رحمتوں سے کیوں محروم ہوتے ہو۔ دیکھو! تمہارے ساتھ ہی تمہارے شہر میں بسنے والے کتنے اور ہیں جنہوں نے اس مہینہ کی ظاہری سختیوں کو خوشی سے قبول کیا جبکہ تم خوفزدہ تھے کہ یہ مہینہ آئے گا۔ وہ یہ انتظار کر رہے تھے کہ اللہ کی راہ میں سختیاں اٹھانے کی ہمیں توفیق ملے جبکہ تم روزوں سے دامن بچا رہے تھے اور اس بات سے ڈرتے تھے کہ خدا کی راہ میں تمہیں تکلیف پہنچے وہ بے خوف اور بے دھڑک ایسی حالتوں میں بھی روزے پر تیار ہو جاتے تھے کہ انکو آنکھ نہ کھلنے کے باعث صبح کھانے کی توفیق نہیں ملتی تھی کچھ پینے کی توفیق نہیں ملتی تھی مگر اللہ پر توکل کرتے ہوئے انہوں نے اپنی بیماریاں چھپائیں، انہوں نے اپنی کمزوریوں کو ڈھانپا اور جس طرح بھی ان کو توفیق ملی اللہ کی راہ میں قربانیاں پیش کرنے لگے۔

پس یہ جمعہ ان کو یہ بتاتا ہے کہ دیکھو یہ بھی کس شان اور کامیابی کے ساتھ اللہ کی رحمتوں کو سمیٹتے اور کماتے ہوئے اس مہینہ سے نکلے ہیں۔تم اپنے رب پر خواہ مخواہ بدظنی کرتے رہے، خواہ مخواہ ایک معمولی اور ادنیٰ کے خوف کی وجہ سے تم محروم رہے ہو۔ یہ جمعہ ان کو بتاتا ہے کہ دیکھو اب ایک سال کے بعد میں پھر آؤں گا لیکن ایسی حالت میں آؤں کہ تمہیں بدلی ہوئی کیفیت میں دیکھوں۔ایسی حالت میں آؤں کہ تم خدا کے عبادت گزار بندے بن چکے ہو۔ جب میں دوبارہ تمہیں ملنے کے لئے آؤں تو ایسی حالت میں آؤں کہ تم میرے منتظر رہو اور میں تمہارا منتظر ہوں کہ کب تم مجھے ملو تو میں برکتوں سے تمہارے دامن بھر دوں۔

پس یہ جمعہ کمزوروں کے لئے یہ پیغام لے کر آتا ہے اور ان کو بتاتا ہے کہ اللہ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ایک لمحے میں بھی ایسی کیفیتیں پیدا ہو جاتی ہیں کہ انسان کی ساری زندگی سے بڑھ کر وہ لمحہ عزیز تر ہو جاتا ہے اس لئے ان کمزوروں کو اپنے لئے بہت دعا کرنی چاہئے اور خدا کی طرف سے اس جمعہ کے پیغام کو سمجھنا چاہئے۔ حقیقت یہ ہے کہ بعض ایسے بھی لوگ تھے جن کو یہ پریشانی اور بے چینی تھی کہ رمضان قریب آرہا ہے، مصیبتیں قریب آرہی ہیں، ماحول میں خشکی پیدا ہو جائے گی، ریڈیو اور ٹیلیویژن کے پروگرام خشک ہو جائیں گے، گپیں مارنے کے اوقات نہیں رہیں گے، آزادی سے کھانے پینے کے اوقات نہیں رہیں گے، سیروں کے اوقات نہیں رہیں گے، کس طرح سفر پر باہر جائیں گے، بھوکے اور پیاسے بسوں اور گاڑیوں میں سفر کریں گے وہ بڑے خوف کی حالت میں اس رمضان کے منتظر تھے اور خوف کی حالت میں ان کا وقت گزرا لیکن جمعۃ الوداع ان کو بتا رہا ہے کہ دیکھو میں تو آیا بھی اور چلا بھی گیا۔ یہ مہینہ یوں ہی خواہ مخواہ تمہارے اوپر خوف کے سائے لہراتا ہوا کتنی تیزی سے نکل گیا ہے۔ کاش تم ڈرتے ڈرتے اللہ کی راہ میں وقت گزارتے بہ نسبت اس کے کہ دنیا کے لئے ڈرتے ہوئے وقت گزارا۔ کاش! تم خدا کے خوف میں یہ وقت صرف کرتے اور خدا سے عرض کرتے کہ اے خدا! ہم تیری خاطر مشکلیں برداشت کرنے کے لئے آمادہ ہوئے ہیں، ہم کمزور ہیں، ہمارے دلوں میں طاقت نہیں ہے، ہمیں نیکی کی لذت سے آشنائی نہیں، ہم خود طبعی جوش کے ساتھ گناہوں کی طرف جھکتے ہیں اور نیکیوں کی طرف مائل ہونے کے لئے ہمیں مشکل پیش آتی ہے، دوسروں کو ہماری باگیں نیکی کی طرف موڑنی پڑتی ہیں۔ اے خدا! تو ہم پر رحم فرما، تو ہی ہمارے دل بدل دے، تو ہی ہمارے لئے نیکیوں کو آسان کر دے، اور نیکیوں کی لذت بخش۔

کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اس رمضان کو اس طرح کمایا کہ راتوں کو اٹھ کر خدا کے حضور گریہ وزاری کی اور سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کر دیا اور ان کے شور اور اضطراب اور آہ و بکا کی آوازیں خدا تعالیٰ کی راہ میں بلند ہوئیں اور بعض دفعہ اس شدت کے ساتھ بلند ہوئیں کہ تمام ماحول تک وہ آوازیں پہنچیں۔

ابھی چند دن پہلے ایک رات میری چھوٹی بچی گھبرا کر مجھ سے پوچھنے لگی کہ ابا یہ کیا ہو گیا ہے، اس قدر رونے کی آوازیں آرہی ہیں، یہ کیا قیامت ٹوٹی ہے۔ لفظ قیامت تو اس نے استعمال نہیں کیا لیکن چہرے پر ایسا خوف تھا کہ خدا جانے یہ کیا قیامت ٹوٹ پڑی ہے کہ اس طرح لگتا ہے سارا ربوہ رو رہا ہے۔ میں نے اسے بڑے پیار سے سمجھایا کہ بیٹی اللہ کی رحمت نازل ہو رہی ہے، یہ اللہ کے بندے ہیں جو اپنی گریہ وزاری کے ساتھ اسکے عرش کو ہلا دیں گے۔ تمہیں جس قوت اور جس زور کے ساتھ یہ آواز سنائی دے رہی ہے اس سے بہت زیادہ زور کے ساتھ آسمان کے ملکوتی وجودوں کو یہ آواز سنائی دے رہی ہے، پھر اس سے بہت زیادہ عظمت اور شدت کے ساتھ اللہ کی رحمت کو یہ آواز سنائی دے رہی ہے اس لئے یہ تو روحانی انقلاب پیدا ہونے کے سامان ہیں، تم گھبراؤ نہیں، آؤ میں تمہیں باہر لے جا کر دکھاتا ہوں کہ یہ کیسی آوازیں ہیں۔ میرے ساتھ وہ باہر نکلی اور اس پر عجیب روحانی کیفیت طاری ہو گئی۔ اس نے کہا ابا یہ اللہ میاں کے سامنے رو رہے ہیں؟ میں نے کہا، ہاں سب اللہ میاں کے سامنے رو رہے ہیں۔

پس رمضان رونے والوں کو ایسی لذتیں بخش گیا ہے کہ باہر والے اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے، چنانچہ وہ جنہوں نے خشک دل خشک نگاہوں اور دنیا کے خوفوں کے ساتھ یہ وقت گزارا ہے ان کو کیا پتہ کہ رمضان کیسی کیسی برکتیں اور لذتیں لے کر آیا اور ایسی روحانی کیفیتیں پیچھے چھوڑ گیا ہے کہ وہ سارا سال انسانی وجود کو لذت سے بھرا رکھیں گی اس لئے ان کے لئے یہ وداع کا جمعہ ایک بہت ہی دردناک جمعہ بن جاتا ہے۔ کئی ان میں سے سوچتے ہوں گے کہ ہم بیمار ہیں خدا جانے اگلا سال ہم پر ایسا آتا ہے کہ نہیں کہ دوبارہ ہم اللہ تعالیٰ سے یہ برکتیں حاصل کر سکیں، دوبارہ خدا کے حضور گریہ وزاری کر سکیں۔ کچھ بوڑھے ہیں ان کو علم نہیں لیکن جوانوں کو بھی کب علم ہے۔ اللہ کی تقدیر کا تو کسی کو علم نہیں کہ کون کس زمین پر کس وقت اٹھایا جائے، سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا، اس لئے ہر وہ شخص جو نیکی کا طالب ہے جو اللہ کے حضور گریہ وزاری کے ساتھ حاضر ہونے کی تمنا رکھتا ہے اس کے لئے یہ جمعہ ایک دردناک وداع کا جمعہ ہے۔

لیکن میں ان کو بھی بتاتا ہوں کہ یہ جو سچے دل اور سچے پیار کے ساتھ اللہ کی رحمتوں کے متلاشی ہوتے ہیں اور پاک لمحات کو گہرے دکھ کے ساتھ رخصت کرتے ہیں، جن کا ہجر سب سے زیادہ نیکیوں کا ہجر ہوتا ہے، جو بدیوں کے لئے ہجر محسوس نہیں کرتے ان کو اللہ تعالیٰ ایک وصل دوام عطا کیا کرتا ہے ان کو اللہ تعالیٰ ایک ایسی رحمت عطا فرماتا ہے جو ہمیشہ ان کے ساتھ رہتی ہے اور ان سے جدائی نہیں اختیار کرتی۔ اس لئے وہ آج کے بعد جتنی راتیں بھی اٹھیں گے وہ اللہ کی رحمت کو اپنے قریب ہی پائیں گے۔ یہ جمعہ رحمتیں دینے آیا ہے رحمتیں لے جانے کے لئے نہیں آیا۔ یہ برکتیں عطا کرنے تو آیا ہے برکتیں لے جانے کے لئے نہیں آیا اس لئے بے فکر اور بے غم ہو کر اس جمعہ سے گزریں۔ ان کا ہر جمعہ جمعۃ الوداع کی طرح مبارک ہو جائے گا، ان کی ہر رات شب برات بن جائے گی، اگر وہ اسی طرح محبت اخلاص اور پیار کے ساتھ اپنے رب کے حضور جھکتے رہیں اور دعائیں کرتے رہیں۔

میں نے آج کے موضوع کے لئے لیلۃ القدر کی آیات کا انتخاب کیا تھا اور ان کا گہرا تعلق جو حضرت محمد مصطفی ﷺ کے وجود باجود سے ہے اس مضمون کو بیان کرنا تھا۔ تبرکاً میں نے یہ آیات تلاوت تو کر دیں لیکن مجھے پہلے ہی یہ احساس تھا کہ وقت اتنا تھوڑا ہے کہ ناممکن ہے کہ ان آیات کی تفسیر کا حق ادا کیا جاسکے۔ یہ ’’حق ادا کرنا‘‘ تو ایک انسانی محاورہ ہے۔ امر واقعہ تو یہ ہے کہ وقت تھوڑا ہو یا زیادہ ہو، انسان عرفان کے کسی بھی مقام پر پہنچا ہوا ہو قرآن کریم کی کسی ایک آیت کی تفسیر کا بھی حق ادا نہیں ہو سکتا، تو میں نے حق ادا کرنے کا لفظ عام انسانی محاورے میں استعمال کیا ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کچھ نہ کچھ اس کے متعلق اتنا تو کہہ سکے کہ سننے والوں کو کچھ سمجھ آ جائے کہ یہ کیا بات ہو رہی ہے۔ اس کے لئے تو ایک جمعہ بھی کافی نہیں، دو تین جمعے بھی تھوڑے محسوس ہوتے ہیں لیکن ایک بہت ہی اہم اور بنیادی نکتہ میں آج آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ لیلۃ القدر میں اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ میں ’’ہ‘‘ کو یعنی اس ضمیر کو جو آزاد چھوڑ دیا گیا اور انا انزلنا القران فی لیلۃ القدر نہیں فرمایا۔ یہ قرآن کریم کا خاص اسلوب ہے اور جہاں حضرت محمد مصطفی ﷺ اور قرآن کریم دونوں کی باتیں یکجا کرنا چاہتا ہے وہاں ہمیشہ قرآن کریم یہی اسلوب اختیار فرماتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلٰی عَبۡدِہِ الۡکِتٰبَ وَلَمۡ یَجۡعَلۡ لَّہٗ عِوَجًا ؕ﴿۲﴾ (الکہف:۲)

اس میں ہٗ کی ضمیر کتاب کی طرف بھی چلی جاتی ہے اور عبد کی طرف بھی چلی جاتی ہے اور یہ مراد نہیں ہے کہ یا عبد کی طرف جائے گی یا کتاب کی طرف بلکہ اس آزادی سے مراد یہ ہے کہ دونوں کی طرف جائے گی اور برابر چسپاں ہوگی۔ پس لیلۃ القدر میں بھی اَنْزَلْنٰہُ سے ایک مراد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں، گویا وہ غموں اور دکھوں کی رات جس میں ایک ایسا وجود بابرکت نازل ہوا جس نے غموں اور دکھوں کی رات کو رحمتوں اور برکتوں کی رات میں تبدیل کر دیا۔ ایسا حیرت انگیز انقلاب برپا کیا کہ اندھیرے روشنیوں میں بدلنے لگے، مصیبتیں اور خطرات سلامتی میں تبدیل ہونے لگے اور یہ سارے واقعات اللہ کے حکم سے ہو رہے تھے۔ ایک ذرہ بھی اس میں اس وجود کی اپنی ذاتی خواہش کا نہیں تھا مسلسل اللہ کی رحمت اللہ کے حکموں سے نازل ہو رہی تھی، خدا کی سلامتی اس کی طرف سے آرہی تھی ذریعہ بن گیا یہ سورج جو روشنی کا سورج ہے۔ پس لیلۃ القدر کے متعلق اگرچہ ہم نہیں جانتے کہ اس مہینہ کی لیلۃ القدر آکر گزر بھی چکی ہے یا ابھی آنے والی ہے۔ اور ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ کیا ہر ایک کو ایک ہی رات میں لیلۃ القدر نصیب ہوتی ہے یا بعض اوقات بعضوں کو مختلف راتوں میں لیلۃ القدر نصیب ہو جاتی ہے۔ یہ مضمون بڑا تحقیق طلب ہے اور جتنی تحقیق بھی کی جائے قطعی جواب پھر بھی نہیں ملتا اس لئے کوشش آخر وقت تک رہتی ہے اور اس آزادی میں بھی ایک عجیب لطف ہے۔ غیر معین رات کی تلاش میں جو لطف ہے وہ معین رات کی تلاش میں نہیں ہو سکتا۔ اپنی برکتوں کے لحاظ سے ایک رات دس راتوں میں تبدیل ہوگئی ہے۔ وہ جن کو تلاش ہے ان کو یہ بھی پتہ نہیں کہ شاید گزر رہی چکی ہو اس لئے گزرنے کے بعد کی راتیں بھی ان کی اللہ کے ذکر سے زندہ ہو جاتی ہیں اور بعض اوقات وہ بعد میں آنے والی رات بھی ان کے لئے لیلۃ القدر بن جاتی ہے اس لئے لیلۃ القدر کا مضمون تو ابھی جاری ہے۔

آج کے جمعہ کو عام برکتوں کے علاوہ یہ برکت بھی ملی ہوئی ہے کہ یہ دو ایسے دنوں کے درمیان ہے جن کی راتیں لوگوں کی عام توقعات اور روایات کے مطابق لیلۃ القدر ہونے کا زیادہ امکان رکھتی ہیں۔ یعنی پچیس اور ستائیس کی راتیں اور چھبیس عین بیچ میں واقع ہے اس لئے اس جمعہ کی برکتیں ان دونوں راتوں سے بھی شامل ہو جائیں گی جو ان کے دائیں بائیں کھڑی ہیں۔ تو دعاؤں کا وقت ابھی گزر کر ختم نہیں ہوا۔ ویسے تو دعاؤں کے وقت کبھی بھی ختم نہیں ہوتے۔ حقیقت میں ساری

زندگی انسان دعاؤں کے طفیل ہی زندہ رہتا ہے اور ایک لمحہ کے لئے بھی اگر دعا کا رابطہ انسان سے کٹ جائے تو وہ ایسا جنین بن جاتا ہے جس کا ماں سے رابطہ کٹ گیا ہو جس کی خدا پھر پرواہ نہیں کرتا۔

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ (الفرقان:۷۸)

میں یہی مضمون بیان فرمایا گیا ہے اس لئے اس میں تو شک نہیں کہ دعا تو جاری وساری زندگی کا ایک مستقل حصہ ہے۔ اسے انسانی زندگی میں صرف پانی کا مقام یا خوراک کا مقام نہیں، بلکہ ہوا کا مقام حاصل ہے جو ہر وقت انسان کی زندگی کے لئے ضروری ہے۔ پس روحانی زندگی میں دعا کو تو یہ مقام حاصل ہے لیکن بعض خاص دعاؤں کے وقت ہوتے ہیں جب کہ دعا ہر چیز بن جاتی ہے، غذا بھی ہو جاتی ہے، پانی بھی ہو جاتی ہے، اوڑھنا بچھونا بھی ہو جاتی ہے، انسان کو مادی دنیا سے آزاد بھی کر دیتی ہے۔ حقیقت میں دعا ایسے ایسے روپ ڈھال لیتی ہے، ایسی شکلیں اختیار کر لیتی ہے کہ کبھی ظاہری رزق بن کے بھی اللہ کے بندوں پر نازل ہوتی ہے اور ایسے واقعات ہیں کہ جب دعا نے روٹی کی شکل اختیار کر لی، جب دعا نے پانی کی شکل اختیار کر لی، جب دعا نے پھل کی شکل اختیار کر لی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنے بچپن کا ایک واقعہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ سیر کے لئے ایک باغ میں جا رہے تھے تو ایک ایسے پھلدار درخت پر نظر پڑی جس کے پھل کا وقت نہیں تھا اور اس کی شاخیں سوکھی ہوئی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ٹہل رہے تھے تو بچپن کی ضد کے طور پر آپ نے فرمایا کہ ابا مجھے یہ پھل دیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شاخ پر ہاتھ مارا اور وہ تازہ پھل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی جو اس وقت بچے تھے ان کو عطا فرما دیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کیا کرتے تھے کہ مجھے پتہ نہیں کہ وہ کیسا واقعہ ہوا تھا اور وہ پھل کس طرح آیا تھا لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ بعض دفعہ مومن بندہ کی حرکت بھی دعا بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرنے والوں کے بھی خاص مقام ہوتے ہیں۔

وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۱﴾ (ص:۴۱)

خدا تعالیٰ بعض بندوں سے متعلق فرماتا ہے کہ ان کا ہمارے ہاں ایک خاص مقام ہے۔ وَحُسْنَ مَاٰبٍ انہیں قربت اور حسن کا ایک خاص مقام حاصل ہے۔ تو دعا کا مضمون تو بہت ہی لمبا اور وسیع ہے اور دعا کرنیوالوں کے حالات بھی مختلف ہوتے ہیں لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ دعا کرنے والا

خواہ ادنیٰ ہو خواہ اعلیٰ ، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو طُعمے ضرور ملتے ہیں۔ بعض دفعہ خدا تعالیٰ اپنے وجود کے حیرت انگیز کرشمے دکھاتا ہے اور اپنی رحمت کے چھوٹے چھوٹے لقمے بھی اور بڑے بڑے لقمے بھی دے دیتا ہے۔ خارق عادت معجزے بھی دکھاتا ہے، دستور کو تبدیل کرنے کے معجزے بھی دکھاتا ہے اور دستور کو کسی کا غلام بنا دینے کے معجزے بھی دکھاتا ہے۔ ساری کائنات کو کسی وجود کے لئے مسخر کرنے کے معجزے بھی دکھاتا ہے لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں شخص اتنا کمزور، ذلیل اور حقیر ہے کہ اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ عجیب شان ہے اللہ کی، کمزور سے کمزور بندے کی بھی وہ بعض دفعہ اس شان سے دعا سنتا ہے کہ اگر اس بندے میں شرم حیا کا مادہ ہو تو ہمیشہ کے لئے خدا کے حضور بچھ جائے۔ ایسے بندوں کی بھی سنتا ہے جن کے متعلق جانتا ہے اور گواہی دیتا ہے کہ جب ہم ان کو غم سے نجات دیں گے تو پھر شرک کریں گے، آج خالصتاً مجھے بلا رہے ہیں اور مجھے مدد کے لئے پکار رہے ہیں، جانتا ہوں کہ جب میں ان کو نجات بخشوں گا تو یہ پھر بتوں کے سامنے جھکیں گے، تب بھی میری رحمت اتنی وسیع ہے کہ میں ان کو بخشتا ہوں اور ان کی دعاؤں کو قبول کرتا ہوں، غم سے نجات بخشتا ہوں۔ تو دعا کا مضمون تو جاری و ساری ہے لیکن جیسا کہ بعض دعائیں خاص مقام رکھتی ہیں، بعض دعا کرنے والے خاص مقام رکھتے ہیں، بعض ایام بھی خاص مقام رکھتے ہیں، بعض دن بھی اور بعض راتیں بھی اور لیلۃ القدر والی رات بھی۔ میں سارے مفاہیم تو بیان نہیں کر سکتا لیکن ایک عرف عام میں جو مفہوم ہے کہ واقعتاً ایک رات ہو۔ ایسی رات بھی آتی ہے اور ایسی رات جس کو نصیب ہو جائے اس کا گھر برکتوں سے بھر جاتی ہے، اسکی زندگی ہمیشہ کے لئے سنوار جاتی ہے۔ اس رات کو حاصل کرنے کا ذریعہ کون سا ہے؟ اس کی طرف میں توجہ آپ کو دلانا چاہتا ہوں وہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ یہ وہ سورج ہے یہ وہ سِرَاجًا مُّنِيرًا ہے جس کے ذریعہ لیلۃ القدر وجود میں آئی تھی۔ خواہ یہ دائمی لیلۃ القدر اسلام کی قرار دے لیں یا خاص زمانے کی لیلۃ القدر کہہ لیں، یا زمانہ نبوی کی لیلۃ القدر شمار کریں یا انسانی زندگی کی ایک لیلۃ القدر کہہ لیں، یا ایک رات شمار کر لیں یا ایک رات کے چند لمحے، جو مفہوم بھی اس کا ہے یہ سب برکت محمد مصطفیٰ ﷺ کے وجود کے ذریعہ نازل ہوئی۔ اس بات میں کوئی شک نہیں اس لئے اس کی برکتیں حاصل کرنے کے لئے درود بہت کثرت سے پڑھنا پڑے گا اور محبت کے ساتھ ذاتی وابستگی کے ساتھ اس کثرت سے درود پڑھیں کہ وہ نور مصطفوی جو اندھیری راتوں کو روشن کیا کرتا ہے، وہ جو اذیت

ناک اور کربناک لمحوں کو رحمت اور سلامتی میں تبدیل کیا کرتا ہے وہ نور آپ کے وجود پر نازل ہونے لگ جائے اور اسی کا نام لیلۃ القدر ہے۔

اگر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ایک رات کسی کو نصیب ہو جائیں اور اس کے وجود میں محبت کے ذریعہ داخل ہو جائیں اور اس کے انگ انگ میں سما جائیں، اسکی فطرت بن جائیں، اس کی عادتیں ہو جائیں، اس کی خصلتوں پر اثر انداز ہو جائیں تو اس سے بہتر لیلۃ القدر اور کوئی لیلۃ القدر نہیں۔ یہ وہ لیلۃ القدر ہے کہ ہزار مہینے اس کے پاؤں چومیں اور چاٹیں اور اس کے سامنے گریہ وزاری کریں اور سجدے کریں تب بھی یہ رات ان سارے مہینوں پر حاوی اور بھاری اور زیادہ برکتوں والی ہوگی۔

پس آج یہ کوشش کریں آج بھی اور بقیہ دنوں میں بھی، آج کی رات بھی اور بقیہ راتوں میں بھی اس کثرت کے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود بھیجیں کہ وہ سراج منیر جو اس کائنات کی روحانی دنیا کا سراج منیر ہے وہ آپ کی کائنات وجود کا بھی سراج منیر بن جائے اور آپ کی ذات میں بھی چمکنے لگے، آپ کے دل میں بھی داخل ہو جائے اور آپ کی ساری زندگی کو منور کر دے اور اگر جماعت احمدیہ کو یہ لیلۃ القدر نصیب ہو جائے تو اس لیلۃ القدر کی برکتوں کو کوئی دنیا میں چھین نہیں سکتا۔ ناممکن ہے۔

یہ لیلۃ القدر اس مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ میں تبدیل ہو جایا کرتی ہے کہ اچانک ایک عظیم الشان انقلاب برپا ہوتا ہے۔ جسے رات کہتے تھے اسے دن کہنے لگتے ہیں، جسے اندھیرے سمجھا کرتے تھے وہ روشنی بن جاتی ہے اور مطلع الفجر ہو جاتا ہے۔ اس یقین کے ساتھ اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت اور آپ کی برکتوں کے ساتھ انسان زندہ رہتا ہے پھر کبھی اس کی زندگی میں کوئی رات نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت رسول کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ کی پیروی میں دنیا کو اسلام کے نور سے منور کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

خطبہ ثانیہ کے دوران فرمایا:

دعا کا ذکر چل رہا تھا تو میں آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ آپ پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر خاص طور پر اس لئے بھی واجب ہے کہ گزشتہ جمعہ میں نے آپ کو توجہ دلائی تھی کہ اللہ تعالیٰ سے رحمت مانگیں۔ بارش وہ جو اس کے فضلوں اور رحمتوں کی بارش ہو جو موسموں کو اس طرح تبدیل کرتی ہے کہ ٹھنڈی اور تسکین بخش ہواؤں کی شکل اختیار کر لیتی ہے، اپنے رب سے وہ مانگیں جو کیفیت ہی بدل دیتی ہے اور جماعت

نے وہ دعا کی اور اللہ نے اس شان کے ساتھ قبول کی کہ سارا عرصہ جب ایسی ہوا کے جھونکے ملتے تھے تو سانس اور یہ رحمت کی ہوائیں مجسم حمد باری بن کر ایک دوسرے کے گلے ملا کرتے تھے۔ حیرت ہوتی تھی اللہ کی رحمت پر، اسکی بخشش پر، اسکی عطا پر کہ اپنے عاجز بندوں یعنی جماعت احمدیہ سے منسلک بندوں کی کس شان کے ساتھ دعائیں قبول کرتا ہے اور یقین دلاتا ہے۔ یہ دراصل ایک پیغام تھا۔ پیغام یہ تھا کہ اصل دعائیں جو تم نے کرنی ہیں وہ دعائیں بھی میں تمہاری اسی شان سے قبول کروں گا جیسی یہ ایک ظاہری چھوٹی سی علامت ہے جو میں پوری کر رہا ہوں اس لئے میرے لئے تو یہ بارشیں اور یہ رحمتیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ایک غیر معمولی پیغام بن کر آئی تھیں۔ سارا ہفتہ ایک عجیب کیفیت میں گزرا کہ ادھر دعا نکلی ادھر خدا نے یہ پیغام دے دیا کہ میں تمہاری ساری دعائیں سن رہا ہوں اور علامت کے طور پر یہ ظاہری دعا بھی تمہاری قبول کر رہا ہوں تا کہ تم میں سے کسی کو مجھ پر بدظنی نہ ہو، تو اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ جو ہم نے دعائیں کیں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وہ بھی مقبول ہوئیں اور جو اسلام کی فتح کی اور اس کی عظمت کے لئے خدا کے حضور ہم نے گریہ وزاری کی اور آنسو بہائے وہ بھی مقبول ہوئے اور یہی وہ آنسو ہیں جو دراصل لیلۃ القدر کا ترشح ہوا کرتے ہیں۔ یہ جو لیلۃ القدر کے ساتھ آپ نے ترشح کی باتیں سنی ہیں روحانی دنیا میں بھی ایک ترشح ہوتا ہے۔ یہ بندے کے آنسو ہیں جو لیلۃ القدر کا ترشح بن جایا کرتے ہیں۔ تو اس لئے بقیہ وقت بھی جہاں دعائیں مزید کریں وہاں خدا کا شکر بھی بہت کریں اور رو رو کر یہ عرض کریں اور گریہ وزاری اور منت اور سماجت سے اللہ کی رحمت کے قدم پکڑ کر اور اس سے لپٹ کر یہ دعا کریں کہ اے خدا! ہم نہیں جانتے کہ یہ کیا تھا لیکن ہمارے دلوں کو یہ یقین ہے کہ یہ تیری رحمت کا نشان تھا اس لئے ہمیں مایوس نہ کرنا اور اس رحمت کے نشان کو ہماری پہلی دعاؤں پر بھی حاوی کر دے اور اگلی دعاؤں پر بھی حاوی فرما دے۔ ہم نہیں جانتے کہ ہم میں سے کس کی سنی گئی، مگر یہ جانتے ہیں کہ تیرے عاجز بندوں کی سنی گئی ہے اس لئے تیرے ہی عاجز بندے جو باقی دعائیں کرتے ہیں ان سب کو بھی قبول فرما۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مقبول دعاؤں کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۹؍ جولائی ۱۹۸۳ء)